ہندو مسلمانوں کی مشترکہ زبان صرف اردو ہے

مشترکہ زبان کا سوال یوں تو ہندوستان میں عرصہ سے زیر بحث ہے۔ لیکن جب سے ہندوستان کو صوبائی آزادی حاصل ہوئی ہے۔ یہ معاملہ زیادہ شدت اختیار کر گیا ہے۔ بدقسمتی سے عام ہندوؤں کو یہ غلط فہمی ہے۔ کہ اردو صرف مسلمانوں کی زبان ہے حالانکہ اردو ہندوؤں اور مسلمانوں کی مشترکہ چیز ہے۔ کیونکہ اردو نے ہندوستان میں ہی پرورش پائی۔ عرب افغانستان یا ایران سے نہیں آئی اور جہاں مسلمانوں نے اردو کو ترقی دی ہے وہاں ہندو ادیبوں نے بھی اس میں کافی حصہ لیا ہے

اس معاملہ کا ایک ناخوشگوار پہلو یہ ہے۔ کہ متعصب ہندوؤں کی طرف سے اردو زبان میں سنسکرت کے ناموزوں الفاظ کی بلاضرورت بھرمار کی جا رہی ہے۔ جس کے جواب میں قدرتی طور پر بعض مسلمان بھی عربی اور فارسی کے مشکل الفاظ استعمال کرنے لگ گئے ہیں۔ ملک میں سیاسی اختلافات خواہ کتنے ہی ہوں۔ زبان کا مسئلہ ہرگز ایسا نہیں۔ جسے اس قدر پیچیدہ بنا دیا جائے۔ بے شک اردو زبان تمام صوبوں میں یکساں طور پر بولی اور سمجھی نہیں جاتی۔

لیکن اس میں بھی کوئی کلام نہیں۔ کہ ہندوستان کے سب سے وسیع حلقہ میں جو زبان بولی اور سمجھی جاتی ہے۔ وہ اردو ہی ہے اس وجہ سے یہی قومی زبان کہلانے کی مستحق ہے سر تیج بہادر سپرو نے ایک دفعہ اس مسئلہ پر اظہار خیالات کرتے ہوئے فرمایا تھا۔ "میں ہرگز یہ گوارا نہیں کر سکتا۔ کہ جس زبان کو دہلی اور لکھنؤ کے اساتذہ نے دو اڑھائی سو برس مانجھ کر اس زینہ پر پہونچایا ہے۔ اُسے برباد ہونے دیا جائے میں اردو کو مسلمانوں کی زبان نہیں سمجھتا بلکہ اردو ہندوؤں اور مسلمانوں کی مشترکہ زبان ہے۔ اور اس کی پیدائش اور نشوونما میں دونوں نے حصہ لیا ہے۔ اگر اردو پر یہ اعتراض ہے کہ اس کے بعض الفاظ دیہاتیوں کی سمجھ سے بالا ہیں۔ تو اس ہندی میں جو آجکل رائج ہے۔ صدہا ایسے الفاظ ہیں جو دیہاتی نہیں سمجھ سکتے"۔

حقیقت یہ ہے۔ کہ اردو میں عربی یا فارسی کے الفاظ اس قدر ہیں ہی نہیں کہ اسے صرف مسلمانوں کی زبان قرار دیا جائے چنانچہ پروفیسر وحیدالدین صاحب سلیم نے فرہنگ آصفیہ کے حوالے سے اردو میں مختلف زبانوں کے الفاظ کا ایک نقشہ پیش کیا تھا۔ جسے درج ذیل کیا جاتا ہے:۔

ہندی جس کے ساتھ پنجابی اور پوربی کے بعض الفاظ بھی شامل ہیں: ۲۱۶۴۴۔
اردو یعنی وہ الفاظ جو غیر زبانوں سے ہندی کے ساتھ مل کر بنے: ۱۷۵۰۵۔

عربی کے الفاظ:۔	۷۵۸۴
فارسی کے الفاظ:۔	۶۰۴۱
انگریزی کے الفاظ:۔	۵۰۰
سنسکرت کے الفاظ:۔	۵۵۴
متفرق الفاظ:۔	۱۸۱

یہ کل الفاظ چون ہزار (۵۴۰۰۰) ہیں۔ جن میں سے صرف تیرہ ہزار عربی۔ اور فارسی کے ہیں۔ اور یہ بھی مسلمان حکمرانوں نے جبراً ہندوستانی زبان میں داخل نہیں کئے۔ بلکہ ہندوؤں اور مسلمانوں کے میل جول اور اتحاد عمل سے خود بخود ہندوستانیوں نے اپنی زبان میں داخل کر لئے۔ کیا ایسی زبان جس کے الفاظ کا تین چوتھائی حصہ ہندوستانی ہو۔ اور ملا جلا کر صرف ایک چوتھائی حصہ عربی و فارسی الفاظ پر مشتمل ہو۔ محض ہندوستان کے مسلمانوں کی زبان کہلا سکتی ہے:۔

ڈاکٹر گستاوی بان ایک فرانسیسی محقق نے ہندوستانی زبانوں کے متعلق سنہ ۱۹۰۰ء میں ایک کتاب لکھی تھی جس میں انہوں نے تحقیق کے بعد لکھا۔ کہ ہندوستان میں اُردو بولنے اور سمجھنے والے آٹھ کروڑ ۲۵ لاکھ ہیں۔ تلنگی بولنے والے ایک کروڑ ستر لاکھ۔ پنجابی بولنے والے ایک کروڑ ساٹھ لاکھ۔ گجراتی بولنے والے ۹۵ لاکھ اوڑیہ بولنے والے ۷۰ لاکھ سندھی بولنے والے چالیس لاکھ۔ بنگالی بولنے والے تین کروڑ نوے لاکھ۔ مرہٹی بولنے والے ایک کروڑ ستر لاکھ۔ تامل بولنے والے ایک کروڑ تیس لاکھ۔ ملیالم بولنے والے پچاس لاکھ۔ اور ہندی بولنے والے تیس لاکھ ہیں۔ پھر انڈین نیشنل کانگرس نے ضروری تحقیق کے بعد مختلف زبانوں کے متعلق جو نقشہ تیار کیا۔ اور جس سے یہ عیاں کرنا مقصود تھا کہ کہاں کہاں کون کونسی زبان بولی جاتی ہے اس سے بھی ظاہر ہوتا ہے کہ اجمیر مارواڑ۔ بہار۔ دہلی۔ سرحد۔ صوبہ متوسط صوبہ پنجاب اور صوبہ متحدہ آگرہ میں اُردو بولی جاتی ہے اجمیر مارواڑ میں دو کروڑ ۸۰ لاکھ۔ بہار اڑیسہ میں ۴ کروڑ ۲۵ ہزار۔ دہلی میں ۱۰ لاکھ۔ سرحد میں ۵۰ لاکھ۔ صوبہ متوسط میں دو کروڑ۔ صوبہ پنجاب میں ۲ کروڑ ۲۵ لاکھ اور صوبہ متحدہ میں ۵ کروڑ ۳۵ لاکھ آبادی ہے۔ گویا ۱۷ کروڑ ۲۰ لاکھ آدمی اردو زبان جانتے ہیں:۔

جن مقامات کا تذکرہ الصدر اعداد و شمار میں ذکر نہیں۔ وہاں ملیالم۔ تامل۔ مرہٹی بنگالی۔ برمی۔ تلینگو۔ گجراتی۔ آسامی۔ سندھی کناری اور اڑیہ زبانیں بولی جاتی ہیں:۔

پھر ہندوستان سے باہر بھی اردو بولنے اور سمجھنے والوں کا ایک معتدبہ حصہ نظر آتا ہے۔ چنانچہ کابل اور ایران میں ایک کروڑ گلگت۔ بلخ۔ بخارا۔ اور ختن وغیرہ میں پچاس لاکھ عربستان مومدن میں ایک کروڑ۔ زنجبار۔ سیلون۔ اور افریقہ میں ۲۵ لاکھ یورپ اور امریکہ میں بیس لاکھ اور دیگر مختلف ممالک میں ۱۵ لاکھ آدمی اردو بول اور سمجھ سکتے ہیں۔ گلگت بخارا اور ختن وغیرہ میں اردو کے مکاتب بھی قائم ہیں۔ زنجبار۔ سیلون اور افریقہ میں بھی بعض بعض جگہ اردو پڑھائی جاتی ہے۔ اور یورپین ممالک میں بھی ایسے لوگ موجود ہیں۔ جو اردو جانتے اور سمجھتے ہیں۔

اخبارات ورسائل کو دیکھا جائے تو ان کی کثیر تعداد بھی اردو میں ہی شائع ہوتی ہے۔ چنانچہ اردو میں ۸۱۲ اخبارات ورسائل نکلتے ہیں۔ جن میں سے ۵۷ روزانہ ۲۴۲ ہفتہ وار اور ۴۱۳ ماہانہ ہیں۔ تامل میں ۱۵۳ سندھی میں ۸۹ مرہٹی میں ۲۵۹ اڑیہ میں ۵۶ ملیالم میں ۸۰ کناری میں ۸۹ ہندی میں ۱۰ گورمکھی میں ۱۴۵ گجراتی میں ۲۴ بنگالی میں ۲۲۸ تیلگو میں ۱۰۸ اور آسامی زبان میں دس نکلتے ہیں۔

اس کے بعد اردو کے رسم الخط کو دیکھئے تمام دنیا کی آبادی تقریباً پونے دو ارب ہے۔ جس میں مسلمانوں کی تعداد ۵۰ کروڑ ہے ان کا رسم الخط اردو سے مشابہ ہے۔ افغانستان ایران۔ عرب۔ اور تمام چینی مسلمانوں کا مذہبی رسم الخط اردو کے مماثل ہے۔ اب اگر اس میں ہندوستان اور باقی دنیا کی وہ غیر مسلم آبادی بھی شامل کر لی جائے جو اردو لکھنا جانتی ہے۔ تو اس کا مطلب یہ ہوگا۔ کہ دنیا کے کم سے کم پچاس ساٹھ کروڑ انسان اردو رسم الخط سے واقف ہیں۔ اور تین پینتیس کروڑ انسان اس زبان کو سمجھتے ہیں۔

دنیا کے ہر ملک میں ملکی زبانوں کے علاوہ ایک مشترکہ قومی زبان ہوتی ہے۔ برطانیہ میں انگریزی قومی زبان ہے اور سکاٹ لینڈ۔ ویلز اور آئرلینڈ کے باشندے اپنی اپنی ملکی زبانیں بدستور استعمال کرتے ہیں۔ اسی طرح ہندوستان کے باشندوں کو بھی چاہیئے۔ کہ سرحد میں پشتو۔ پنجاب میں پنجابی۔ بنگال میں بنگالی۔ بمبئی میں مرہٹی۔ اور مدراس میں مدراسی زبانیں بولیں۔ لیکن تمام ملک میں ہم آہنگی اور اتحاد کی خاطر اردو کو مشترکہ قومی زبان کے طور پر استعمال کریں۔

آہ! مولانا محمد اسمٰعیل صاحب فاضل

قادیان ۸ ماہ امان۔ نہایت ہی رنج و افسوس کے ساتھ لکھا جاتا ہے۔ کہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ایک اعلیٰ پایہ کے عالم۔ بہت بڑے محقق۔ علوم مشرقیہ کے ماہر۔ نہایت منکسر المزاج۔ طبیعت کے سادہ اور دل کے غنی۔ محبت اور اخلاص کے مجسمہ حضرت مولوی محمد اسمٰعیل صاحب فاضل آج شام کو آٹھ بجکر ۲۵ منٹ پر فوت ہو گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مولانا موصوف جب ۲۸ ماہ تبلیغ کو نور ہسپتال میں داخل ہوئے۔ تو بخار ایک سو چار درجہ تک پہنچ جاتا تھا۔ مگر بعد میں ایک سو دو تک رہا۔ علاج پوری سرگرمی کے ساتھ کیا گیا۔ لیکن کمزوری روز بروز بڑھتی گئی۔ اور آج دست اجل نے ہم سے ایک ایسے انسان کو جدا کر دیا۔ جس کا ایک ایک لمحہ خدمت دین کے لئے وقف تھا۔ جو اپنے آرام و آسائش کو بھلا کر دن رات مخلوق کو فائدہ پہنچانے میں معروف رہتا۔ اور جس کے علم و فضل کا دریا ہر وقت بہتا رہتا تھا۔

آخر وقت تک ہوش و حواس قائم رہے۔ ساڑھے چھ بجے تک باتیں کرتے رہے۔ اور پھر کچھ دیر خاموش رہنے کے بعد سلام پھیرا۔ تو معلوم ہوا۔ نماز پڑھ رہے تھے۔ اس کے بعد کوئی بات نہ کر سکے۔ مگر آٹھ بجکر تیس منٹ پر دوائی پی۔ اور اس کے پانچ منٹ بعد دائمی نیند سو گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اس سانحہ کی اطلاع بذریعہ تار حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ کو دی گئی۔ تجہیز و تکفین کل سہ پہر کو عمل میں آئے گی (مفصل آئندہ)

دردمندانہ التجا

از جناب ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب

ہوں میں فرقت میں تڑپتا اور بلکتا نیم جاں
وصل کا ساغر پلا دے ہاں پلا دے آج تو

دامن امید کو میں کس قدر لمبا کروں
میوے جنت کے کھلا دے ہاں کھلا دے آج تو

مرتے مرتے ہو گیا ہوں سنگ بے جاں کیطرح
امر سے اپنے جلا دے ہاں جلا دے آج تو

نا امیدی اور مایوسی میں دل میں گھر گیا
حوصلہ میرا بڑھا دے ہاں بڑھا دے آج تو

خاک آلودہ ہوں پیارے اور گناہوں میں پھنسا
پاک مجھکو خود بنا دے ہاں بنا دے آج تو

بادیہ پیمارہوں گا میرے پیارے کب تلک
راہ ملنے کی بتا دے ہاں بتا دے آج تو

مدینۃ المسیح

قادیان ۸ ماہ امان ۱۳۱۹ ہش۔ ناصر آباد (سندھ) سے ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب ۵ تاریخ کے خط میں لکھتے ہیں۔ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی طبیعت خدا کے فضل سے اچھی ہے۔ الحمد للہ۔

صاحبزادی امۃ القیوم بیگم صاحبہ بنت حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ دو روز سے کھانسی۔ زکام اور بخار کی وجہ سے بیمار ہیں۔ احباب صحت کے لئے دعا کریں۔

حضرت ام المومنین مدظلہا العالی کی طبیعت خدا کے فضل سے اچھی ہے۔ الحمد للہ۔

خاندان حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ میں خیریت ہے۔

نظارت تعلیم و تربیت کی طرف سے بابا محمد حسن صاحب بھمیاں ضلع ہوشیار پور بھیجے گئے۔

رات کے وقت "الفضل" کے پریس پر پولیس کا چھاپہ

قادیان ۸ ماہ امان کل رات کو گیارہ بجے کے قریب جب کہ "الفضل" اپنے پریس ضیاء الاسلام میں چھپ رہا تھا۔ مقامی پولیس کے انچارج افسر نے ایڈیشنل پولیس کے انچارج چوہدری عبد الرحمٰن سربراہ نمبردار۔ ایک مقامی ہندو ہری رام چوکیداروں کے دفعدار اور پولیس کے سپاہیوں سمیت پریس پر چھاپہ مارا۔ اور یہ دیکھنے کے بعد کہ "الفضل" اپنے پریس میں چھپ رہا ہے۔ واپس چلے گئے۔

"الفضل" کی چھبیس ستائیس سالہ زندگی میں یہ پہلا موقع ہے۔ کہ پولیس نے "الفضل" کے پریس پر اس طرح چھاپہ مارا۔ ہم قانون کی پابندی نہایت ضروری سمجھتے ہیں۔ اور اس پر کاربند ہیں۔ پھر نا معلوم پولیس کے رویہ میں خاص تبدیلی کی کیا وجہ ہے۔ اور اس کی تہ میں کونسا ہاتھ کام کر رہا ہے۔

ونجوان کے دو احمدیوں کو زدوکوب کرنیکے متعلق تحقیقات

بٹالہ ۸ مارچ اس معاملہ کی تحقیقات آج بھی جاری رہی۔ اور حوالداروں کی شناخت پریڈ تھانہ صدر میں کرائی گئی۔ آٹھ شناخت کنندہ تھے۔ ان سب نے ایک حوالدار کو شناخت کر لیا۔ اور اس پر تحقیقات ختم ہو گئی۔ (رپورٹ)

جناب مولوی غلام حسن خان صاحب کی بیعتِ خلافت اور غیر مبایعین

مولوی محمد علی صاحب کے اعتراضات کا جواب

جناب خان بہادر مولوی غلام حسن خان صاحب پشاوری کی بیعتِ خلافت سے غیر مبایعین کی باسی کڑھی میں پھر ابال آ گیا ہے۔ کوئی سیدنا حضرت محمود ایدہ اللہ الودود کے خلاف زہر فشانی کر رہا ہے کوئی "قادیانیوں" کو کوس رہا ہے۔ اور کوئی جناب مولوی صاحب کی ذات کے خلاف اناپ شناپ لکھ رہا ہے مقامِ افسوس ہے۔ کہ اس قسم کے موقعوں پر جناب مولوی محمد علی صاحب حقِ امارت ادا کرنے کے لئے سب سے آگے رہنے کی کوشش کرتے ہیں۔ آپ کو آتشین مقالہ لکھنے کے باوجود اطمینان نہیں ہؤا۔ اس لئے آپ نے ایک خطبہ جمعہ اسی موضوع کے لئے وقف کر دیا۔

جناب خان بہادر صاحب کی بیعت اور ان کے پُر خلوص پیغام سے غیر مبایعین پر اثر ہو رہا ہے۔ خود مولوی محمد علی صاحب کہتے ہیں:۔ "مولوی غلام حسن صاحب کی بیعت کی وجہ سے بعض طبائع میں طرح طرح کے سوالات پیدا ہوتے ہیں"۔ (پیغام ۲۷ فروری)

ان سوالات کا جواب ایڈیٹر صاحب "پیغام" نے اسی پرچہ میں کیا ہی معقول رقم فرمایا ہے۔ "قادیانی دوست اپنے ہر فعل میں آزاد ہیں۔ لیکن انہیں معلوم ہونا چاہیئے کہ جناب مولوی غلام حسن خان صاحب کی بیعتِ خلافت جس پر وہ اس قدر بے خود ہو رہے ہیں۔ کوئی وزن نہیں رکھتی"۔

گزارش یہ ہے کہ اگر جناب مولوی صاحب کی بیعتِ خلافت کچھ وزن نہیں رکھتی۔ تو غیر مبایعین کے خورد و کلاں پر غیر معمولی حالات کیوں طاری ہو رہے ہیں۔ اور وہ صحیح طریقِ گفتگو کی بجائے ذاتیات پر کیوں اُتر آئے ہیں؟

اخلاق سے گری ہوئی بات

مولوی محمد علی صاحب اپنے خطبہ میں جناب مولانا غلام حسن صاحب کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہتے ہیں:۔ "بعض وقت بڑھاپے کی وجہ سے دماغی توازن قائم نہیں رہتا یہ کوئی بُرا ماننے کی بات نہیں۔ بلکہ ایک حقیقت ہے۔ انسان جوں جوں بوڑھا ہوتا ہے۔ توں توں بچپن کی حالت عود کر آتی ہے"۔

اب اگر کوئی شخص مولوی محمد علی صاحب سے کہہ دے۔ کہ آپ کا دماغی توازن قائم نہیں رہا۔ کیونکہ آپ بوڑھے ہو گئے ہیں تو کیا وہ بُرا نہ مانیں گے؟ اگر مولوی محمد علی صاحب نوجوان ہوتے۔ تو شاید اس قسم کا طعن کرنے میں معذور سمجھے جا سکتے۔ مگر اب جبکہ وہ خود بوڑھے ہیں۔ ان کا اس قسم کا طعن اخلاق سے بہت گری ہوئی بات ہے۔

آج چونکہ جناب مولوی غلام حسن خان صاحب نے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ کی بیعت کر لی ہے۔ اس لئے بقول مولوی محمد علی صاحب ان کا دماغی توازن قائم نہیں رہا۔ لیکن غیر مبایعین میں جناب خان بہادر صاحب سے زیادہ عمر کے جو لوگ ہیں۔ ان کے متعلق مولوی محمد علی صاحب کا کیا خیال ہے؟ نیز یہ بھی بتا دیا جائے کہ اگر بالفرض مولوی غلام حسن صاحب بیعتِ خلافت نہ کرتے۔ تو کیا پھر بھی مولوی محمد علی صاحب ان کے متعلق یہی فتوےٰ صادر کرتے؟

تحریریں فراموش کر دینے کا طعن

حیرت ہے۔ کہ اسی خطبہ میں مولوی محمد علی صاحب ایک طرف تو بڑھاپے کے باعث جناب خان بہادر صاحب پر مندرجہ بالا طعن کرتے ہیں۔ اور دوسری طرف کہتے ہیں:۔ "مولوی صاحب نے ابھی دو ڈھائی سال ہوئے ۱۹۲۳ء میں اپنی تفسیر حسنِ بیان شائع کی ہے۔ اس میں سے بطور نمونہ چند حوالے میں آپ کو سناتا ہوں۔ جن سے آپ اندازہ لگا سکتے ہیں۔ کہ مولوی صاحب کہاں سے کہاں پہنچ گئے ہیں"۔

پھر چند حوالجات جن میں نبوت اور مجددیت کی بحث ہے۔ درج کرنے کے بعد کہتے ہیں:۔ "افسوس آج مولوی صاحب کو اپنی یہ ساری تحریریں فراموش ہو گئیں"۔

تحریروں کے فراموش ہو جانے کا یہ برجستہ طعن مولوی محمد علی صاحب کے مُونہہ سے کیسا پھبتا ہے۔ اس خطبہ کے وقت کیا حاضرین کے دل یہ نہ پکار رہے تھے کہ یہ فقرہ تو دراصل مولوی محمد علی صاحب پر ہی منطبق ہوتا ہے۔ انہوں نے نہ صرف اپنی تحریروں کو فراموش کر دیا۔ بلکہ اپنے حلفیہ بیان کو بھی جس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو حضور کے سامنے "مدعی نبوت" کہا تھا۔ نظر انداز کر دیا۔

دماغی توازن کس کا قائم نہیں

کیا مولوی صاحب بتا سکتے ہیں۔ کہ جناب مولوی غلام حسن صاحب نے ۱۹۲۳ء میں جب تفسیر "حسنِ بیان" شائع کی تھی۔ تو ان کا "دماغی توازن" قائم تھا یا نہیں۔ اگر قائم تھا۔ تو کیا وہ اس وقت بوڑھے نہ تھے۔ آج آپ نے ان کی عمر ۸۵ سال لکھی ہے۔ اس وقت ان کی عمر ۶۸ سال ہوگی۔ اگر ۶۸ سال کے بوڑھے کا "دماغی توازن" قائم رہ سکتا ہے۔ تو آپ کا قیاس غلط ٹھہرا۔ آپ اپنا علاج کرانے کے حاجتمند ثابت ہو گئے۔ اور اگر خدانخواستہ اس وقت بھی بقول آپ کے ان کا "دماغی توازن" درست نہ تھا۔ تو اس وقت کے حوالجات پیش کرنا آپ کے فتور عقلی کی محکم دلیل ہے۔ جناب خدا را اس قسم کی ناگوار بحثوں میں نہ پڑیئے۔ دماغی توازن کے زوال کے لئے عمر رسیدہ ہونا شرط نہیں۔ بعض ایسے تنگ ظرف بھی ہوتے ہیں۔ جن کا دماغی توازن اختلافِ رائے سنتے ہی مختل ہو جاتا ہے۔ اور وہ کبھی ٹھنڈے دل سے مخالف سے بات نہیں کر سکتے۔ سچ تو یہ ہے۔ کہ جناب مولوی غلام حسن صاحب کی دماغی قابلیت تقویٰ شعاری اور خلوص سے آپ بھی ناواقف نہیں۔ آج آپ جو ان کے خلاف جلے دل کے پھپھولے پھوڑ رہے ہیں۔ اس کا صرف ایک ہی باعث ہے۔ کہ کیوں انہوں نے خلیفۂ برحق کی بیعت کر لی۔ اور کیوں انہوں نے غیر مبایعین کے اس شیوہ پر نفریں بھیجی جو وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے جگر گوشہ کے خلاف اختیار کئے ہوئے ہیں۔ غیر مبایع بھائیو! اگر تم جناب خان بہادر صاحب کے اس عمل کے باعث کہتے ہو۔ کہ ان کا دماغی توازن قائم نہیں رہا۔ تو یاد رکھو۔ کہ صرف ایک خان بہادر مولوی غلام حسن خان صاحب کا ہی یہ حال نہیں۔ یہاں تو ہزاروں لاکھوں فضلا، علماء، گریجوئیٹ تاجر۔ مدبر۔ فلاسفر اور آزاد پیشہ لوگ حضرت محمود ایدہ اللہ بنصرہ کے ایاز ہیں۔ اگر یہ دیوانگی ہے تو بخدا ہمیں یہ دیوانگی منظور ہے۔ غیر مبایعین اپنی فرزانگی پر نازاں رہیں ؎

نہ تنہا من دریں میخانہ مستم
جنید و شبلی و عطار ہم مست

قادیان میں نئی چیز

مولوی محمد علی صاحب نے جناب مولوی غلام حسن خان صاحب کی بیعتِ خلافت کو "واقعی تعجب انگیز" قرار دے کر کہا ہے:۔

"ہم پوچھتے ہیں۔ کہ مولوی صاحب کو وہ نئی چیز قادیان میں کونسی نظر آئی جس کی وجہ سے انہوں نے ایک دن میں اس پچاس سال کی تحقیقات کی بناء پر قائم رائے کو بدل دیا۔ یہ ہمیں نہیں بتائی جاتی"۔

چونکہ مولانا غلام حسن صاحب نے اپنے مضامین میں اس "نئی چیز" کا ذکر کر دیا ہے۔ اس لئے مولوی محمد علی صاحب یہ تو کہہ سکتے ہیں کہ ہم اس تائید ایزدی کو دلیل صداقت نہیں مانتے۔ مگر وہ یہ نہیں کہہ سکتے۔ کہ ہمیں وہ "نئی چیز" بتائی نہیں جاتی۔ میں کہتا ہوں بعض چیزیں دوسروں سے نہیں پوچھی جایا کرتیں۔ بلکہ خود جا کر دیکھی جایا کرتی ہیں۔ قادیان مسیحائے زمانہ کا مولد و مسکن و مدفن خدائے دوجہان کی تجلیات کا جلوہ گاہ ہاں خدا کے رسول کا تخت گاہ۔ قادیان اپنے اندر چشمِ بینا کے لئے آج بھی جاذبیت کے بیسیوں روحانی نشان رکھتا ہے۔

غیر احمدی اس امر کو واقعی تعجب انگیز" کہا کرتے تھے۔ کہ بعض شدید مخالف وہاں جاکر بیعت کر لیتے ہیں۔ اسی لئے وہ قادیان جانے سے لوگوں کو روکتے تھے۔ آج بھی غیر مبایعین کے ہدایت سے محروم رہنے کا ایک بڑا سبب یہی ہے۔ کہ وہ قادیان سے منقطع ہو چکے ہیں۔ میں نے ذاتی طور پر متعدد اکابر غیر مبایعین کو قادیان آنے کے لئے کہا۔ مگر میرے تجربہ میں ابھی تک سوائے حضرت مولوی غلام حسن صاحب کے کسی نے کامل انشراح صدر سے اس مرکز روحانیت کے دیکھنے پر آمادگی ظاہر نہیں کی۔ مولوی محمد علی صاحب وغیرہ تو یہی کہہ دیا کرتے ہیں۔ کہ اب قادیان میں رکھا ہی کیا ہے؟ مگر اوائل اکتوبر ۳۹ء میں جب میں پشاور گیا۔ اور جناب مولوی غلام حسن صاحب سے بھی ملا۔ اور عرض کیا۔ کہ آپ قادیان تشریف لے چلیں تو انہوں نے فرمایا کہ دل تو چاہتا ہے۔ مگر کمزوری کے باعث سفر دشوار ہے ان کے دل میں خدا کے لئے تڑپ تھی۔ اللہ تعالےٰ نے سامان پیدا کر دئے۔ وہ قادیان آئے اور جلسہ سالانہ کی تقاریر سنیں۔ گفتگو فرماتے رہے۔ مطالعہ کیا۔ دعائیں کیں۔ اللہ تعالےٰ کی تائید ونصرت مشاہدہ کی۔ آخر اللہ تعالےٰ کے فضل سے قریباً ایک ماہ بعد ۲۲ جنوری ۱۹۴۰ء کو بیعت کر لی۔ کیونکہ سہ

صاف دل کو کثرت اعجاز کی حاجت نہیں
اک نشاں کافی ہے گر دل میں ہے خوف کردگار

ہمیں یقین ہے۔ کہ اگر دوسرے اکابر غیر مبایعین بھی یہی طریق تحقیق اختیار فرمائیں تو اللہ تعالےٰ ان پر بھی حق کھول دیگا اور جو بات آج انہیں انہونی نظر آرہی ہے وہ امر واقعہ ہو جائے گی۔

نظام جماعت کا حسرت آمیز ذکر

مولوی محمد علی صاحب نے اسی سلسلہ میں جماعت احمدیہ کے نظام کے متعلق فرمایا ہے۔

" انتظام واقعی اچھا ہے۔ خلیفہ صاحب کی سواری نکلتی ہے۔ تو بہت سے رضاکار آگے پیچھے ہوتے ہیں۔ سلامیاں ہوتی ہیں۔ نظام کیوں نہ اچھا ہو۔ چھ لاکھ سالانہ کا بجٹ ہے۔ دس بارہ نظارتیں ہیں۔ سوائے نظام اور تنظیم کے اور کوئی کام نہیں ہے۔" (پیغام ۲۷ فروری)

یہ الفاظ مولوی صاحب کی تابِ حسرت پر دلالت کر رہے ہیں۔ اگر نظام وتنظیم اتنا ہی آسان کام ہے۔ تو انہوں نے اپنی "اقلیت" کا ہی کوئی نظام قائم کیا ہوتا۔ تاچندوں کی وصولی کے لئے ان کو خود در بدر نہ پھرنا پڑتا۔ یاد رکھئے مذہبی عقائد کی بناء پر تنظیم بجز تائید الہٰی ممکن نہیں۔ علامہ مشرقی کی تنظیم مذہبی نہیں۔ نہ ان کا یہ دعوےٰ ہے۔ اس میں تو ہندو سکھ بھی شامل ہیں۔ اس تحریک کو جماعت احمدیہ کی تنظیم کے بالمقابل پیش کرنا ایسا ہی ہے۔ جیسا کہ بعض نادان پنڈت دیانند جی یا گاندھی جی کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بمقابل پیش کر دیا کرتے ہیں۔

مولوی صاحب کے الفاظ گو طنزیہ ہیں۔ مگر ان میں اس حسرت کا اظہار کیا گیا ہے۔ کہ جب مولوی محمد علی صاحب باہر نکلتے ہیں۔ تو کوئی پوچھتا بھی نہیں۔ نہ کوئی سلام کرتا ہے۔ لیکن ان الفاظ سے یہ تو ظاہر ہے۔ کہ جماعت احمدیہ کو اپنے امام سے بے حد عقیدت ہے۔ ویسی ہی عقیدت جیسی صحابہ کے زمانہ میں مسلمانوں کو خلفاء سے تھی۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ خیار ائمتکم الذین تحبونھم ویحبونکم ویصلون علیکم وتصلون علیھم (مسلم جلد ۲ صفحہ ۱۳۲) کہ بہترین امام وہ ہیں جن سے تم محبت کرتے ہو۔ اور وہ تم سے محبت کرتے ہیں۔ وہ تمہارے لئے دعائیں کرتے ہیں۔ اور تم ان پر درود بھیجتے ہو۔ زمانۂ خلافت میں جب حضرت ابوبکرؓ جہاد کے لئے نکلنے لگے تو حضرت عمرؓ نے عرض کیا۔ شِمْ سیفک لا تفجعنا بنفسک فواللہ لئن أُصبنا بک لا یکون للاسلام نظام (تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۲ صفحہ ۱۶۷) آپ تلوار کو میان میں کریں۔ بخدا اگر آپ کی شہادت ہو جائے تو اسلام کا نظام قائم نہ رہے گا۔ صحابہ کی محبت خلفاء کا ایک نمونہ یہ ہے۔ کہ حضرت ابن مسعودؓ کہتے ہیں۔ لو اعلم عمر یحب کلباً لاحببتہ اگر یہ معلوم ہو جائے۔ کہ حضرت عمرؓ فلاں کتے سے محبت رکھتے ہیں۔ تو میں بھی اس سے محبت کرنے لگ جاؤں گا۔

آج اگر یہی مخلصانہ محبت جماعت احمدیہ کو اپنے مقدس امام سے ہے۔ تو غیر مبایعین کے نام نہاد امیر صاحب اس پر کیوں چین بجبین ہیں۔ آخر ایک فرضی چٹھی کی بناء پر ان کے ساتھیوں نے بھی لفظی طور پر یقین دلانے کی کوشش کی تھی۔ کہ "احمدیوں (غیر مبایعین) کا بچہ بچہ اپنی جان سے زیادہ ضروری اپنے امیر اور ان بزرگوں کی حفاظت سمجھتا ہے۔ کیونکہ قوم کو ان کی سخت ضرورت ہے۔" (پیغام ۱۳ ستمبر ۳۷ء) اب جماعت احمدیہ قادیان میں اور غیر مبایعین میں صرف یہی فرق رہ جاتا ہے۔ کہ جماعت احمدیہ کا قول وعمل ایک ہے۔ مگر غیر مبایعین کا قول اور ہے عمل اور۔

جماعت احمدیہ کا سواد اعظم

مولوی محمد علی صاحب نے کہا ہے۔

" پھر یہ کہنا کہ قادیان میں سواد اعظم ہے۔ یہ بھی غلط ہے۔ سواد اعظم قادیان میں نہیں بلکہ سواد اعظم یہ دوسرے مسلمان ہیں قادیانی جماعت تو اس سواد اعظم کے بالمقابل بہت ہی قلیل حصہ ہے۔"

اگر مولوی صاحب خشیت اللہ سے کام لیتے تو وہ یہ الفاظ ہرگز نہ کہہ سکتے۔ حضرت مولوی غلام حسن صاحب نے اپنے مضمون میں ذکر کیا تھا۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ماننے والوں کی اکثریت جماعت قادیان میں ہے۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ اتبعوا السواد الاعظم فانہ من شذّ شُذّ فی النار کہ اے لوگو! سواد اعظم کی پیروی کرو۔ کیونکہ جو شخص جماعت سے الگ ہوا۔ وہ جہنم میں جائے گا۔ اس واضح استدلال کے جواب میں مولوی محمد علی صاحب نے مذکورہ بالا الفاظ کہے ہیں۔ سوال یہ ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ماننے والوں کا سواد اعظم کدھر ہے جواب ملتا ہے۔ کہ " سواد اعظم قادیان میں نہیں بلکہ سواد اعظم یہ دوسرے مسلمان ہیں۔" کیا کوئی منصف مزاج انسان اس جواب کو خشیت اللہ پر مبنی قرار دے سکتا ہے۔ کیا غیر احمدی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ماننے والے ہیں۔ جو "قادیانیوں" کے بالمقابل انہیں سواد اعظم قرار دیا گیا ہے۔ آہ! عداوت محمودؓ میں غیر مبایعین کا قدم کہاں جا پہنچا۔ معلوم ہوتا ہے۔ کہ چونکہ مولوی محمد علی صاحب غیر احمدیوں کو سواد اعظم سمجھتے ہیں۔ اس لئے آہستہ آہستہ ان میں جذب ہو رہے ہیں۔ اگر غیر احمدی فی الواقع سواد اعظم ہیں۔ تو مولوی محمد علی صاحب اور ان کے ساتھیوں کو غیر احمدی بن جانا چاہیئے۔ موجودہ دورنگی تو ہر طرح انہیں خسر الدنیا والآخرۃ کا مصداق بنا رہی ہے۔

مشکوٰۃ شریف صفحہ ۳۰ پر سواد اعظم والی حدیث درج ہے۔ اور اسی جگہ یہ دوسری حدیث بھی موجود ہے۔ وتفترق امتی علی ثلاث وسبعین ملۃ کلھم فی النار الا ملۃ واحدۃ۔ کہ میری امت کے تہتّر فرقے ہونگے۔ جن میں سے بہتّر دوزخ میں جائیں گے۔ ایک جنتی ہوگا۔ اب مولوی محمد علی صاحب بتائیں کہ کیا ان کے نزدیک وہ فرقہ ناجیہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت ہے۔ یا آپ کے منکرین ومکفرین کے فرقے؟ اگر فرقہ ناجیہ اس زمانہ میں صرف حضرت مسیح موعود علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کی جماعت ہے۔ تو یقینی طور پر سواد اعظم جس کی اتباع کرنے کا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا ہے۔ وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ماننے والوں کا ہی سواد اعظم ہو سکتا ہے۔ وہ فرقے جن کے متعلق فی النار کا لفظ آچکا ہے۔ انہیں سواد اعظم سمجھ کر ان کی پیروی کرنا غیر مبایعین کے امیر کو ہی مبارک ہو۔

پھر شرح مشکوٰۃ میں لکھا ہے۔ کہ السواد الاعظم یعبر بہ عن الجماعۃ الکثیرۃ۔ کہ سواد اعظم بڑی جماعت کو کہتے ہیں۔ جماعت بغیر واجب الاطاعت امام کے ہو نہیں سکتی۔ واجب الاطاعت امام یا خدا کا نبی ہوتا ہے۔ یا اس کا جانشین وخلیفہ

مولوی محمد علی صاحب ہی بتائیں۔ کہ موجودہ وقت میں مسلمانوں میں کونسا واجب الاطاعت خلیفہ ہے۔ تا انہیں صحیح معنوں میں جماعت کہا جائے گذشتہ دنوں بعض غیر مبایعین نے مولوی محمد علی صاحب سے کہنے پر یہ تحریک کی تھی۔ کہ مولوی صاحب کو "واجب الاطاعت امیر" مان لیا جائے مگر اس کا جو حسرتناک حشر ہوا وہ مولوی صاحب کو معلوم ہی ہے خود ڈاکٹر بشارت احمد صاحب مخالف ہو گئے تھے۔ بہر حال سواد اعظم ایک واجب الاطاعت خلیفہ کے پیروؤں کے لئے ہی بولا جا سکتا ہے۔ اور اس وقت روئے زمین پر یہ امتیاز صرف جماعت احمدیہ کو حاصل ہے۔ اس لئے غیر مبایعین کا فرض ہے کہ سواد اعظم کی پیروی کریں۔ اور اپنے آپ کو آگ سے بچائیں۔ پچیس سال کی ساری کوششوں کے باوجود وہ سواد اعظم نہیں بن سکے۔ خدا کا فعل جماعت احمدیہ کی تائید کر رہا ہے۔ مولوی محمد علی صاحب نے پیغام صلح ۵ مئی ۱۹۱۴ء میں حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی نصرہ اللہ کے متعلق لکھا تھا کہ انہیں "ابھی بمشکل قوم کے بیسویں حصے نے خلیفہ تسلیم کیا ہے۔" مگر آج وہ خود معترف ہیں کہ غیر مبایعین کے ساتھ بمشکل جماعت کا بیسواں حصہ ہوگا۔ کیا اب بھی سواد اعظم کا مسئلہ غیر مبایعین کے لئے عقدۂ دشوار ہے؟

مولوی محمد علی صاحب نے منکرین حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو فاسق قرار دیا ہے۔ (النبوۃ فی الاسلام طبع اول) اور غیر مبایعین کے آرگن میں لکھا گیا ہے:۔ "مسلمان عملی طور پر اسلام کی تعلیم سے بعد اختیار کر چکے ہیں۔ ان کے اعمال دین الٰہی کی مخالفت کا کامل نمونہ ہیں" (پیغام ۲۲ مارچ ۱۹۳۸ء) اور اب حضرت مولوی غلام حسن صاحب کے سواد اعظم کے ذکر پر نہایت سادگی سے فرماتے ہیں:۔ "سواد اعظم قادیان میں نہیں بلکہ سواد اعظم یہ دوسرے مسلمان ہیں" آہ! ماموری مرکزی جماعت اور مسیح موعود کے اتباع کی اکثریت کی مخالفت کا یہ نتیجہ ہے۔ کہ فیج اعوج کے نام کے مسلمانوں کو جو سینکڑوں فرقہ بندیوں اور اختلافات میں جکڑے ہوئے اور ایک دوسرے کی تکفیر کرنے والے ہیں۔ مولوی محمد علی صاحب سواد اعظم قرار دے کر ان کی اتباع کو ضروری قرار دے رہے ہیں۔ سچ ہے فماذا بعد الحق الا الضلال۔ خاکسار ابوالعطاء جالندھری

اقتصادیات

ہندوستان کی آبادی اور پیداوار کا مسئلہ

ہندوستان کی مردم شماری ۱۹۴۱ء میں ہو گی لیکن ابھی سے اندازہ لگایا جا رہا ہے کہ آبادی چالیس کروڑ سے کم نہ ہو گی۔ انڈین میڈیکل سروس کے ایک سابق ڈائرکٹر جنرل سرجان میگاؤ نے بھی جو ملک کے مسائل آبادی اور ذرائع پیداوار سے گہری دلچسپی رکھتے تھے۔ پانچ چھ سال ہوئے آبادی میں اضافہ کی رفتار کو مدنظر رکھتے ہوئے اندازہ لگایا گیا تھا کہ ۱۹۴۱ء میں ہندوستان کی آبادی چالیس کروڑ تک پہنچ جائے گی۔ اور فی الحقیقت یہ اندازہ مبالغہ آمیز نہیں۔ بالکل ممکن ہے کہ آبادی اس حد تک پہنچ جائے۔ اسی وجہ سے ملک میں یہ سوال از سر نو پیدا ہو رہا ہے کہ آیا ملک کے ذرائع آمد و پیداوار بڑھتی ہوئی آبادی کے متحمل ہو سکتے ہیں؟ ہندوستانیوں کے پست معیار زندگی کو پہلے ہی اس بات کا ثبوت سمجھا جاتا ہے کہ آمد کے مقابلہ میں آبادی زیادہ ہے۔ اور جس سرعت سے آبادی بڑھ رہی ہے اس سرعت سے ملک کے ذرائع پیداوار ترقی نہیں کر رہے۔ گویا دوسرے الفاظ میں انیسویں صدی کے مشہور ماہر اقتصادیات مالتھس کا یہ "قانون آبادی" پوری سرگرمی کے ساتھ ہندوستان میں عمل کر رہا ہے۔ کہ اول آبادی ہمیشہ بڑھنے کا میدان رکھتی ہے اور وہ اس بات سے بالکل لاپرواہ ہوتی ہے۔ کہ آیا مزید آبادی کے گزارا کے لئے کافی سامان معیشت موجود ہے یا نہیں اندازہ لگایا گیا ہے۔ کہ اگر بڑے بڑے قحط۔ وبائیں اور لڑائیاں وقوع پذیر نہ ہوں۔ تو آبادی پچیس سال میں دوگنی ہو جاتی ہے۔

دوم:۔ آبادی کی ترقی کی رفتار ذرائع معیشت کی ترقی کی رفتار سے زیادہ تیز ہوتی ہے۔ اور اس وجہ سے معیار زندگی بہت پست ہو جاتا ہے۔ اور یہ صورت حالات اس وقت تک جاری رہتی ہے جب تک یا تو لوگ خود افزائش نسل کو روک دیں یا قدرتی ذرائع مثلاً قحط۔ جنگ۔ وبا۔ سیلاب بنی نوع انسان کی ہلاکت کے لئے آگے بڑھیں ہندوستان کے موجودہ ذرائع آمد باوجود عوام کے پست معیار زندگی۔ شرح اموات میں زیادتی۔ اور وباؤں وغیرہ کی کثرت کے بعض ماہرین کے نزدیک آبادی کے مقابلہ میں بہت کم ہیں۔ اور آئندہ معیار زندگی کو اور زیادہ پست کئے بغیر مزید افزائش نسل کے متحمل نہیں۔

ہندوستان چونکہ زرعی ملک ہے اس لئے اس کی آبادی کا ذریعہ معاش زیادہ تر زمین کی پیداوار ہے۔ لیکن زمین کی قابلیت پیدائش کی بھی قدرت کی طرف سے ایک خاص حد مقرر ہے۔ پیداوار کے اس رجحان کو علم الاقتصاد کی اصطلاح میں "قانون تقلیل حاصل" کہتے ہیں اور آبادی کے متعلق مالتھس نے اپنے قانون کی بنیاد زرعی پیداوار کی اسی خاصیت پر رکھی ہے۔ چونکہ زرعی پیداوار کے علاوہ اور ذرائع بھی ہیں جن سے ملک کی دولت کو بڑھایا جا سکتا ہے۔ لہذا مالتھس کا نظریہ مطلق نہیں بلکہ نسبتی حیثیت رکھتا ہے۔ مثال کے طور پر ہم دیکھتے ہیں کہ ۱۸۳۰ء میں انگلستان کی آبادی صرف ۲۵ لاکھ تھی۔ اور اس وقت یہ ملک خالصۃً زرعی ملک تھا۔ اس وقت اتنی تھوڑی آبادی بھی بہت زیادہ سمجھی جاتی تھی۔ لیکن اب باوجود اس کے۔ کہ انگلستان کی آبادی پانچ کروڑ کے لگ بھگ ہے۔ لوگوں کا معیار زندگی ۱۸۳۰ء کی نسبت بہت بلند ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے۔ کہ انگلستان اب صرف زرعی ملک نہیں رہا۔ بلکہ صنعتی انقلاب اور مصنوعات کی ترقی نے اس کے ذرائع آمد بہت وسیع کر دئیے ہیں۔ اس طرح وہی ملک جو ۲۵ لاکھ آبادی کے لئے کافی سامان معیشت نہ رکھتا تھا اب پانچ کروڑ کی آبادی کا بوجھ پہلے سے زیادہ آسانی اور سہولت سے برداشت کر رہا ہے۔ اس میں شک نہیں کہ بحالات موجودہ ہندوستان کی آبادی ذرائع پیداوار پر ناقابل برداشت بوجھ بنی ہوئی ہے۔ لیکن اس کا یہ ہرگز مطلب نہیں کہ ہندوستان میں قدرت کے خزانے ختم ہو چکے ہیں۔ اور اب ہندوستان کے ذرائع پیداوار میں اضافہ نہیں کیا جا سکتا۔ بعض لوگوں نے کہا ہے "ہندوستان امیر ملک ہے۔ مگر اس میں بسنے والے غریب ہیں"۔ بظاہر یہ بات معقول معلوم نہیں ہوتی۔ لیکن حقیقت میں بالکل درست ہے۔ کیونکہ ہندوستان کی زرعی اور صنعتی صلاحیتیں ختم نہیں ہو گئیں۔ یہ الگ بات ہے کہ لوگ ان صلاحیتوں سے فائدہ نہ اٹھائیں ملک کے وسائل و ذرائع پیداوار میں وسعت اور ترقی کی ابھی بہت گنجائش ہے۔ اور اگر اس سے فائدہ اٹھایا جائے تو نہ صرف ہندوستان کی موجودہ آبادی کے لئے۔ بلکہ اس میں مزید اضافہ کے لئے بھی کفایت کر سکتے ہیں۔

مثلاً ہندوستان میں ذرائع کاشت ابھی ابتدائی حالت میں ہیں۔ اگر زمین کو سائنٹیفک طور پر کاشت کیا جائے۔ تو زرعی پیداوار بہت بڑھائی جا سکتی ہے ذیل میں مختلف ممالک کی پیداوار فی ایکڑ کا نقشہ دیا جاتا ہے۔ تا معلوم ہو سکے کہ ہندوستان باوجود زرعی ملک ہونے کے ابھی تک زراعت میں کس قدر پسماندہ ہے

جنس	ہندوستان کی پیداوار فی ایکڑ	جاپان کی پیداوار فی ایکڑ	انگلستان کی پیداوار فی ایکڑ
چاول:۔	۱۱ من ۱	۲۸ من ۸	۲۶ من ۲
گیہوں:۔	۹ من ۵	۱۶ من ۵	۲۲ من ۵
گڑ:۔	۱½ ٹن	جاوا ۳½ ٹن	جزیرہ ہوائی ۴ ٹن
روئی:۔	۹۸ پونڈ	امریکہ ۱۸۱ پونڈ	مصر ۳۵۲ پونڈ

علاوہ ازیں ہندوستان میں ابھی ۱۱ کروڑ ۳۲ لاکھ ۵۷ ہزار ۶ سو ۹۸ ایکڑ زمین ایسی موجود ہے۔ جو ذرائع آبپاشی کے فقدان کے باعث بنجر اور ویران پڑی ہے۔ اگر حکومت اس بارے میں مناسب ذرائع اختیار کرے۔ تو اس زمین کو بھی زیر کاشت لایا جا سکتا ہے

پھر ملک کی صنعتی استعداد کے متعلق غور کیا جائے۔ تو معلوم ہوتا ہے۔ ہندوستان خام اشیاء صنعتی ترقی کے لئے کافی سے زیادہ ہیں اور اگرچہ ملک میں مصنوعات کے لئے داغ بیل پڑ چکی ہے۔ لیکن اس بارے میں ابھی بہت کچھ کرنا باقی ہے۔ موجودہ جنگ نے صنعتی ترقی کے لئے ایک اور موقع پیدا کر دیا ہے۔ لیکن جنگ کے بعد اس امر کا صحیح اندازہ ہو سکیگا۔ کہ ہندوستانی صنعت نے پہلے کی نسبت اس عرصہ میں کیا ترقی کی ہے۔ کوئلہ۔ لوہا۔ اور مینگنیز۔ ہندوستان میں کافی مقدار میں ہے۔ ابرک ہندوستان میں سب سے زیادہ پایا جاتا ہے۔ یہ دھات بجلی کے ساز و سامان۔ موٹر سازی ہوائی جہاز اور وائرلیس ٹیلیگرافی کے کاموں میں کام آتا ہے۔ لیکن باوجود اس کے کہ دنیا کی تمام پیداوار کا ۳/۴ حصہ ہندوستان مہیا کرتا ہے۔ یہاں موٹر سازی اور بجلی وغیرہ کے کارخانوں کے فقدان کے باعث سارے کا سارا ابرک باہر بھیج دیا جاتا ہے۔ شورہ سیسہ ٹین۔ تانبا جست۔ الومینیم۔ کرومائٹ پوٹاش۔ کہربا۔ ہیرے لعل۔ گنہک وغیرہ

سکنی اراضی کی قیمت میں رعایت

جو رعایت سکنی اراضی کے متعلق گذشتہ جلسہ سالانہ کے موقع پر دی گئی تھی اس سے بہت سے لوگوں نے فائدہ اٹھایا۔ اب مجلس مشاورت قریب آرہی ہے۔ اس موقعہ پر بھی سکنی اراضی کی قیمت میں سوا چھ روپے فی سینکڑہ کی رعایت دی جائیگی۔ جو صرف ایسے اصحاب کو ملیگی جو ۲۰ مارچ ۱۹۴۰ء سے لے کر ۲۹ مارچ ۱۹۴۰ء تک نقد قیمت ادا کر کے کوئی قطعہ خرید ینگے۔ اس وقت سکنی قطعات کے علاوہ دوکانات کے قطعات بھی متصل ریلوے سٹیشن قادیان قابل فروخت موجود ہیں ان پر بھی یہ رعایت چسپاں ہوگی خواہشمند احباب نوٹ فرمالیں فقط

خاکسار:۔ مرزا بشیر احمد قادیان

چند مجرّب آزمودہ اَدوّیات

مارچ میں آدھی قیمت پر

(یہاں قیمتیں پوری درج ہیں)

کایا کلپ

کرن جوانی } ہر لحاظ سے کامل مقوی اکسیر اور جوانی واپس لانے کیلئے اور قائم رکھنے کیلئے مجرب و آزمودہ دوائی ہے۔ قیمت ۱۰۰ گولی چار روپے۔ ۲۴ گولی ایک روپیہ۔ درجہ خاص ۱۰۰ گولی بارہ روپے ۲۴ گولی تین روپے۔

وَت مکر دھوج بٹی ۳ } دوبارہ شباب لانے کیلئے بہترین اکسیر ہے۔ امیروں کے لئے ہر طرح سے ٹانک اور باجی کرن ہے قیمت ۳ گولی ایک روپیہ۔ ہیرے والی ایک گولی ایک روپیہ۔

اکسیر ۱۵ مکر دھوج } آیورویدک سائنس کی سب سے بڑھیا اکسیر۔ دل و دماغ کیلئے ٹانک۔ مُردوں میں بھی جان پھونک دیتی ہے۔ قیمت پچاس روپیہ فی تولہ۔ درجہ اول سو روپیہ فی تولہ۔

اکسیر ۱۶ } پیشاب میں کسی قسم کی شکایت ہو۔ امراض مثانہ میں نہایت مفید خفیف بخار کیلئے مفید دل کیلئے ٹانک۔ سوزاک کے باقی اثر کو بھی دور کرتی ہے۔ قیمت ۳۲ گولی چار روپے ۸ گولی ایک روپیہ۔

اکسیر ۳۱ } پیشاب کیساتھ جب فاسفورس۔ یوریٹ۔ البیومن کیلشیم وغیرہ خارج ہوتے ہوں۔ تب کھاویں۔ گنٹھیا وغیرہ امراض کے لئے بھی مفید اور کمزوری کو دور کرنے میں لاثانی ہے۔ قیمت ۳۲ گولی ایک روپیہ نمونہ ۸ گولی چار آنے۔

برائے امراض مستورات

ابلارام } ماہواری کا وقت سے پہلے آنا۔ بہت دن آنا وغیرہ سے متعلقہ تمام خرابیوں کی ایک دوا ہے۔ ماہواری کے وقت درد وغیرہ کا ہونا اور خون کا زیادہ آنا۔ اس کے لئے آزمودہ دوائی ہے قیمت ۳۲ گولی دو روپے۔ نمونہ چار آنے۔

پسالی } کی حیض و رحم کے متعلق جملہ امراض کی دوا ہے۔ ماہواری کا کم آنا۔ دیر سے آنا وغیرہ نقائص کے لئے آزمودہ دوائی ہے۔ قیمت فی شیشی ۴ اونس دو روپے نمونہ آٹھ آنے۔

سوماوتی } جریان الرحم سفید پانی جانے کی مخصوص دوا ہے۔ وضع حمل کے بعد کی کمزوری اور جریان الرحم سے پیدا ہوئی کمزوریوں کے لئے بہترین دوائی ہے۔ قیمت دو روپے نمونہ بارہ آنے۔

من انجن } ہسٹریا کی مخصوص دوا۔ ذہنی اور دماغی نقائص سے پیدا شدہ ہر امراض کے لئے ٹانک کا کام دیتی ہے قیمت ۶۴ گولی چار روپے۔ ۳۲ گولی دو روپے۔ نمونہ ۱۶ گولی ایک روپیہ۔

بندجی (مانع حمل) } برتھ کنٹرول کے لئے خطرہ سے بالکل خالی۔ پُر تاثیر دوا ہے۔ برسوں سے آزمودہ ہے۔ قیمت ۳۲ گولی دو روپے ۱۶ گولی ایک روپیہ۔

دافع امراض بچگان

بال سکھ } بچوں کی تمام امراض کی عجیب دوا ہے بچوں کے معمولی بخار۔ کھانسی۔ نزلہ۔ زکام۔ قے وغیرہ کے لئے آزمودہ دوائی۔ قیمت ۶۴ گولی ایک روپیہ ۳۲ گولی آٹھ آنے۔ نمونہ چار آنے۔

سوکھاہرا } ایک یعنی سوکھیا مسان کی مخصوص دوا ہے۔ سوکھیا مسان سے سوکھے بچوں کو پھر سے ہرا کرتی ہے۔ قیمت ایک روپیہ نصف آٹھ آنے۔

امرت دھارا کی شکری ٹکیہ } امرت دھارا کا فائدہ حاصل کرنے کیلئے بچوں کے واسطے میٹھی ٹکیاں ہیں۔ قیمت فی ڈبیہ (سو ٹکیہ) چار آنے۔

جلاب بچگان } بچوں کے لئے ہلکے اور خطرہ سے خالی جلاب کی ایک دوا ہے۔ بچوں کی قبض۔ بدہضمی اور قبض سے پیدا شدہ سنگرہنی کو مفید ہے۔ قیمت ۶۴ گولی ایک روپیہ نمونہ ۴ آنہ۔

کریلو } کالی کھانسی کے لئے بہترین دوا ہے۔ خاصکر جب کہ مرض پرانا اور مشکل العلاج ہو۔ اس سے فائدہ ہوتا ہے۔ قیمت ۱۶ گولی ایک روپیہ نمونہ چار آنے۔

دافع امراض تہذیب

آرام جان } پاخانہ صاف لانے اور آنتوں کو طاقت پہنچانے کے لئے بغیر کسی گھبراہٹ کے ہلکا جلاب۔ دائمی قبض کے لئے خاص کر بنائی ہوئی دوائی۔ قیمت ۳۲ گولی ایک روپیہ ۱۶ گولی آٹھ آنے۔

دل آنند } دل کی دھڑکن۔ من کا اداس رہنا۔ بلڈ پریشر۔ ابتدائی پاگل پن وغیرہ امراض کے لئے خاص دوائی ہے۔ قیمت ۱۶ گولی ایک روپیہ۔

پائیوریا سیٹ } پائیوریا اور اس سے متعلقہ امراض کے لئے مکمل ادویات کا سیٹ ہے۔ اس میں چار ادویات ہیں اور اس کامیابی کے ساتھ پائیوریا کی روک تھام اور علاج برسوں سے کیا جا رہا ہے۔ قیمت تین روپے آٹھ آنے۔ مارچ میں رعایتی قیمت دو روپے۔

چیسٹ رس } تمام دردوں کو دور کرنے کیواسطے جادو اثر دوا ہے۔ اس میں اسپرین وغیرہ نقصان دہ اشیاء نہیں ہیں۔ قیمت ۴۸ گولی ایک روپیہ۔

شوگری } ذیابیطس کی مشہور اور بہترین دوا مقوی بھی بہت ہے۔ پیشاب کی زیادتی۔ پیشاب میں شکر کا آنا وغیرہ امراض کی آزمودہ دوائی ہے۔ قیمت ۳۲ گولی چار روپے ۸ گولی ایک روپیہ۔

لفٹننٹ ٹھاکر دت شرما صاحب

دافع امراض عورات و زچگان

برہم پتر رس } ان عورتوں کیلئے مخصوص دوا ہے۔ جن کے بچے ہو ہو کر گزر جاتے ہیں۔ یہ مرض بہت مشکل العلاج ہے لیکن یہ دوائی آزمودہ ہے۔ قیمت ۱۶ گولی دو روپے آٹھ آنے۔

گربھ چنتامنی رس } حمل کے دوران میں تمام امراض کی ایک دوا ہے۔ جیسے بخار۔ دردیں۔ قے وغیرہ۔ قیمت ۳۲ گولی دو روپے ۱۶ گولی ایک روپیہ۔ نمونہ چار گولی چار آنے۔

پرسوت وٹی } وضع حمل کے بعد ہونے والے امراض اور دیگر تمام تکالیف کی ایک دوا ہے۔ دائمی سر درد۔ خفیف بخار یہ اس بیماری کی علامات ہیں۔ جس کے لئے یہ نہایت اعلیٰ دوائی ہے۔ قیمت ۳۲ گولی دو روپے نمونہ ۴ گولی چار آنے۔

موتی پاک } اسقاط حمل (حمل کا گر جانا) کو روکنے کی اکسیر دوا۔ ابتدائی حمل سے اس ماہ تک دوائی کھانا چاہیئے۔ جس ماہ میں حمل گرنے کا عارضہ ہے۔ قیمت ایک پاؤ دس روپیہ نصف پاؤ پانچ روپے۔

دایہ لائق } اس کے استعمال سے بچہ باسانی پیدا ہوتا ہے۔ آزمودہ دوائی ہے۔ جو کہ زچہ کو تکلیف سے بچاتی ہے قیمت فی شیشی ایک روپیہ آٹھ آنے۔

عصائے پیری

اکسیر ۲۳ } گنٹھیا۔ ادھرنگ۔ کمر درد۔ جوڑوں کے دردوں کے لئے مفید۔ آیوروید کا عوام کے لئے نہایت اعلیٰ ٹانک ہے۔ خاصکر ان کے لئے جن کو جوڑوں کی دردیں وغیرہ ہوتی رہتی ہیں قیمت ۶۴ گولی چار روپے۔ ۳۲ گولی دو روپے نمونہ ۸ گولی آٹھ آنے۔

اکسیر ۱۵ } بخاروں میں یا بخاروں کے بعد اچانک ہونے والے ادھرنگ لقوہ اور بہرہ پن کی ایک ہی دوا ہے۔ بوڑھوں کے لئے ٹانک ہے۔ قیمت ۳۰ گولی پانچ روپے ۶ گولی ایک روپیہ۔

امرت آستھما کیور } دمہ کے لئے مخصوص دوائی ہے۔ بوڑھوں کو ہونے والے امراض جیسے بلغم کی زیادتی۔ کھانسی وغیرہ کے لئے نہایت اعلیٰ دوائی ہے۔ قیمت ۴۰ گولی تین روپے۔

کمپ واتاری رس } کپکپی اور لرزہ کی ایک ہی دوا ہے۔ ساتھ ہی جوڑوں کی اور لقوہ وغیرہ کے لئے بھی مفید ہے۔ قیمت ۳۲ گولی دو روپے۔

افیکم } ضعیفی کے دردوں میں پیچش کی مخصوص دوا ہے۔ ساتھ ہی پہاڑوں میں یا موسم سرما میں ہونے والے اتی سار اور سنگرہنی کی آزمودہ دوائی ہے قیمت ۴۸ گولی ایک روپیہ۔

جواہر ریزے

شوگری } پیشاب میں شکر آنا۔ زیادتی پیشاب۔ ذیابیطس کی مشہور دوا۔ پچھلے ۲۰ سالوں میں اس دوائی نے کامیابی کے ساتھ ذیابیطس جیسی مشکل العلاج بیماری کے مریضوں کو آرام پہنچایا ہے۔ قیمت ۳۲ گولی چار روپے نمونہ ۸ گولی ایک روپیہ۔

پران داتا } ہیضہ کے لئے مخصوص دوا۔ یہ سچ مچ رام بان ہے۔ اس کے ہوتے ہوئے ہیضہ جیسے خطرناک مرض کا کوئی ڈر نہیں رہتا۔ قیمت ۱۵ گولی ایک روپیہ۔

میٹھا پھل } نرینہ اولاد حاصل کرنے کے لئے جادو اثر دوا۔ اس سے ۸۰ فیصدی کامیابی حاصل ہوتی ہے۔ کامیابی نہ ہونے پر قیمت واپس کر دی جاتی ہے۔ قیمت دس روپے۔

عرق بخار } ملیریا نئے یا پرانے یا ملیریا سے پیدا شدہ دیگر امراض کے لئے آزمودہ اور رام بان دوائی ہے قیمت ۸ خوراک آٹھ آنے۔

سنگ توڑ } پتھری کے لئے جادو اثر دوائی ہے۔ ریت و کنکر گردہ یا مثانہ میں ہوں۔ ان کو آہستہ آہستہ توڑ کر باہر نکالتی جاتی ہے۔ کئی ہسپتالوں میں بھی استعمال ہوتی ہے قیمت دو روپے نصف ایک روپیہ۔

امرت دھارا کے مرکبات (مارچ میں ¾ قیمت پر)

امرت دھارا لوشن } گلے کے سب نقائص کے لئے اور جرم سے پیدا شدہ تمام امراض کیلئے مفید ہے۔ قیمت ایک روپیہ۔

امرت دھارا بام } سب طرح کی دردوں کے لئے رام بان۔ جیسے گنٹھیا وغیرہ کی دردیں اور سوجن اور ساتھ ہی نمونیہ کی درد کے لئے۔ قیمت ایک روپیہ۔

امرت دھارا مرہم } جلدی امراض کے لئے رام بان جیسے پھوڑا پھنسی۔ چنبل۔ لگ رہا اور وہ زخم جو بھرتے نہ ہوں قیمت ایک روپیہ۔

امرت دھارا صابن } تمام جلدی امراض اور جلد کی صحت کے لئے۔ عام استعمال کے لئے بھی بہتر ہے۔ قیمت فی بکس چودہ آنے (تین ٹکیہ)۔ فی ٹکیہ پانچ آنے۔

امرت دھارا شکری ٹکیہ } بچوں کے لئے اور نازک مزاج عورتوں کے لئے امرت دھارا کا فائدہ اٹھانے کے لئے بہتر ہے۔ قیمت فی ڈبیہ (سو ٹکیہ) چار آنے۔

امرت دھارا ٹوتھ پیسٹ } دانتوں کی تمام امراض کے لئے اس کو رام بان کہا جا سکتا ہے۔ اور روزانہ استعمال کے لئے بھی سب سے اعلیٰ ہے۔ قیمت ایک ٹیوب ایک روپیہ چار آنے۔

خط و کتابت و تار کا پتہ:۔ "امرت دھارا" اوشدھالیہ۔ لاہور

263

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

پٹنہ ۷ مارچ۔ آل انڈیا کانگرس سوشلسٹ پارٹی کے جنرل سکرٹری مسٹر جے پرکاش نرائن کو ڈیفینس آف انڈیا ایکٹ کے ماتحت جمشید پور میں ایک قابل اعتراض تقریر کرنے کے الزام میں گرفتار کر کے پولیس کی زیر حراست جمشید پور لے جایا گیا۔

لنڈن ۷ مارچ۔ معلوم ہوا ہے برطانیہ کا سب سے بڑا اور نیا بحری جہاز "کوئین الزبتھ" بحر اطلانٹک کو عبور کر کے صحیح سلامت منزل مقصود پر پہنچ گیا ہے اور نیو یارک کی بندرگاہ میں لنگر انداز ہو گا۔ یہ جہاز ۸۴ ہزار ٹن وزنی ہے۔ جہاز کا صحیح سلامت پہنچنا اس امر کی دلیل بیان کی جاتی ہے۔ کہ دشمن کے حملہ آور جہازوں کا زور بہت کم ہو گیا ہے۔

پشاور ۶ مارچ۔ معلوم ہوا ہے آفریدی قبیلہ کے ایک لاکھ سے زائد اشخاص روسیوں کے خلاف جنگ کرنے کے لئے تیار ہیں۔ آفریدیوں کے سات ڈویژنوں نے گورنر سرحد کو اس متفقہ فیصلہ سے بذریعہ خط مطلع کیا ہے۔ اور اعلان کیا ہے کہ اگر روس نے دول مشرق میں سے کسی ایک پر حملہ کیا۔ تو آفریدی اپنے ہتھیاروں سے روسیوں کا مقابلہ کریں گے۔ کیونکہ قبائلی لوگ مسلمان ہونے کی حیثیت میں روس ایسی دہریہ اور ملحد قوم کے خلاف جنگ کرنا مذہبی فرض سمجھتے ہیں۔

لاہور ۷ مارچ۔ ہز ایکسی لینسی گورنر بہادر نے پنجاب موٹر وہیکل ٹیکسیشن ایمنڈمنٹ بل اور پنجاب ایکسائز ایمنڈمنٹ بل کی منظوری دیدی ہے۔

برلن ۶ مارچ۔ حکومت کے ایک نمائندہ نے اعلان کیا ہے کہ جب سے جنگ شروع ہوئی ہے۔ پولینڈ کے ایک لاکھ ۶۰ ہزار زراعتی مزدور جرمنی میں رضاکارانہ طور پر آ گئے ہیں۔ اور ابھی ایک لاکھ اور آئیں گے۔ مزید بیان کیا ہے۔ کہ تین لاکھ پولی قیدی زمین کے کام میں لگائے جا رہے ہیں۔

لنڈن ۸ مارچ۔ کل صبح پارک لین میں ایک بم پھٹ گیا۔ جس سے ایک بنک کی تمام کھڑکیاں پاش پاش ہو گئیں۔ اور

اس کے دھماکے کی آواز سے سینکڑوں لوگ جاگ اٹھے۔ کوئی شخص مجروح نہیں ہوا۔

کراچی ۷ مارچ۔ بعض مقامی کنوؤں میں پٹرول کا پتہ لگا ہے چند دن ہوئے ان کنوؤں میں پٹرول کا دھوآں برآمد ہوا تھا۔ جب پانی نکال کر معائنہ کیا گیا تو ان میں پٹرول کے اجزاء پائے گئے۔ مقامی حکام نے ان کنوؤں کا دورہ کیا اور کراچی کے ڈپٹی کمشنر نے انسپکٹر مادہ ہائے آتشگیر کو ان کنوؤں کا معائنہ کرنے کی دعوت دی۔

بمبئی ۷ مارچ۔ گوکل داس تیج ہسپتال میں ڈاکٹر این۔ اے موس نے آہنی پھیپھڑوں سے سانس لینے کا تجربہ کر کے دکھایا۔ اور کہا ہندوستان کے ہر ایک ہسپتال کے لئے یہ ضروری چیز ہے معلوم ہوا ہے۔ مقامی ہسپتالوں کے لئے آہنی پھیپھڑوں کا پہلا سٹاک بمبئی پہنچ گیا ہے۔

چنکنگ ۷ مارچ۔ چینیوں کا دعویٰ ہے کہ گذشتہ چند دنوں میں چینی توپ خانہ نے دریائے ینگسی میں دس جاپانی جہاز غرق کر دیئے۔ جن کے ساتھ ۲ سو افراد جہاز بھی ہلاک ہو گئے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ جاپانیوں نے دیہات کو نذر آتش اور متعلقہ رقبہ کے باشندوں کو قتل کر کے جہازوں کی غرقابی کا بدلہ لیا۔

بغداد کی ایک اطلاع ہے کہ عراق کی تمام روئی گراں قیمت پر فروخت ہو چکی ہے۔ گرانی کا یہ حال ہے۔ کہ ۱۲ دینار سے ۴۲ دینار تک قیمت چڑھ گئی۔ ایسا ہی عراق کی کھجوریں بھی گراں قیمت پر غیر ممالک کو ارسال کی گئی ہیں جس کے باعث عراق کے تاجروں کو بہت زیادہ نفع ہوا ہے۔ اور وہاں کی اقتصادی حالت پر اس گرانی کا بہت اچھا اثر پڑا ہے۔ یہ دونوں چیزیں جاپان دھڑا دھڑ خرید رہا ہے۔

لنڈن ۷ مارچ۔ حکومت برطانیہ نے جرمنی سے کوئلہ لے جانے والے جہازوں کو روکنے کا فیصلہ کیا تھا۔ جس کے مطابق محکمہ رسدبندی نے اس وقت تک ۷ اطالوی جہاز روک لئے ہیں۔ ایک سرکاری اعلان میں کہا گیا ہے کہ ان جہازوں کا کوئلہ ضبط نہیں کیا جائیگا۔ بلکہ صرف جنگ کے خاتمہ تک روکا جائیگا۔ جو بعد میں ان ممالک کو واپس کر دیا جائیگا۔ ان جہازوں پر سے کوئلہ اتار کر انہیں جلد رہا کر دیا جاتا ہے۔

دہلی ۸ مارچ۔ آج سر رضا علی نے سنٹرل اسمبلی میں بجٹ پر بحث کرتے ہوئے سرکاری اخراجات میں کمی کرنے کی تحریک پیش کی جو کثرت آراء سے گر گئی۔ سر رضا علی نے اپنی تقریر میں کہا۔ ہندوستانی فوج میں صرف ہندوستانی افسر ہونے چاہئیں۔ انہوں نے فوجی سکول کھولنے پر بھی زور دیا۔ اور کہا اس سکیم کو ختم کر دیا جائے کہ صرف دو تین دستوں کو ہندوستانی بنایا جائے گا۔

بمبئی ۸ مارچ۔ مزدوروں کی ہڑتال پر امن طریق سے جاری ہے۔ آج اس میں کچھ اور مزدور شریک ہو گئے ہیں۔ سوتی کپڑے کے کارخانوں کے علاوہ ریشمی کپڑے کے ۱۲ کارخانے بھی بند ہو گئے ہیں۔ سنٹرل اسمبلی کے ممبر۔ این۔ ایم جوشی ہڑتال کرنے والوں کے لیڈروں سے بات چیت کرنے کے لئے یہاں پہنچ گئے ہیں۔

کراچی ۸ مارچ۔ سندھ اسمبلی میں ایک ایسی پارٹی بنانے کا سمجھوتہ ہو گیا ہے جس کا کسی فرقہ سے تعلق نہ ہو۔ موٹے موٹے اصول طے ہو گئے ہیں۔ امید ہے باقی بھی طے ہو جائیں گے۔

لائل پور ۸ مارچ۔ امریکن کپاس ۱۲/۸ دیسی کپاس ۱۲/۴ گڑ ۱۲/۲ تا ۱۲/۴ توریا ۱۲/۴

اوکاڑہ ۸ مارچ۔ امریکن کپاس ۱۲/۸ دیسی کپاس ۱۲/۴ توریا ۵ تا ۱۲/۴

امرتسر ۸ مارچ۔ گندم ۲/۱۲ گندم اگلے ۲/۱۲ چنے ۱۲/۲ دیسی کپاس ۵/۸

لنڈن ۸ مارچ۔ کل رات برطانیہ کے ہوائی جہازوں نے پولینڈ پر پرواز کی اور ڈیڑھ ہزار میل کا سفر طے کر کے اپنے اڈوں پر جو فرانس میں ہیں۔ بسلامت آ گئے۔ ان جہازوں سے بہت سے اشتہارات پھینکے گئے۔ جن میں اہل پولینڈ کو تسلی دی گئی۔ اور ان کے حوصلے بڑھائے گئے۔

کانپور ۸ مارچ۔ یکم اپریل سے یہاں دو شراب کی دکانیں بند کر دی جائیں گی۔ کیونکہ مزدور طبقہ میں شراب کا استعمال بہت بڑھ رہا ہے۔

عبدالرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا اور قادیان سے ہی شائع کیا۔ ایڈیٹر۔ غلام نبی